# حروف مقطعات پر ہونے والی تحقیق سے ایک باب کا اردو اقتباس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ایک حرف تین سورتیں

## حرف "ص" سورۃ ص، سورۃ الاعرف، اور مریم میں

ہم نے اب تک اس تحقیق میں مختلف سورتوں کے حوالے سے حروف مقطعات کا اسلوبی جائزہ لیا۔ اس آخری حصے میں ایک اور تجربہ قارئین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔ وہ ہے ایک حرف لے کر اس کو ان تمام سورتوں میں جانچ لینا جہاں یا جن سورتوں میں وہ واقع ہوا ہے۔ اس حصہ میں حرف "ص" کو تین سورتوں سورۃ ص سورۃ الاعراف اور سورۃ مریم میں دیکھا گیا تا کہ یہ دیکھا جاسکے کہ تینوں سورتوں میں اس حرف کے کردار میں لسانی واسلوبی یکسانیت پائی جاتی ہے اور کتنی؟

یہ حرف "ص" سورۃ ص میں اکیلا، سورۃ الاعرف میں "المص" یعنی چوتھا اور آخری اور سورۃ مریم میں (کھیعص) یعنی پانچواں اور آخر ہے۔ ہم نے "ص" سے بنی تختیوں کو جمع کیا ان کو مرتب کیا پھر ان کے موضوعاتی، اسلوبی اور معنوی implication پر غور کرتے ہوئے مروجہ معانی سے ملایا اور نتیجہ یہاں پیش کر رہے ہیں۔

### حرف "ص"

حرف "ص" ایک لفظی حرف ہے جو نحوی نہیں ہے الف لام میم یا نون کی طرح۔ یہ حرف ان ہی حروف میں پایا جاتا ہے جو معنوی ہیں۔ نحوی الفاظ میں یا صیغوں کے بننے میں یا صرفی تراکیب میں اس حرف کا کوئی کردار نہیں۔ حرف "ص" کی ابتداء ایک سیٹی کی آواز سے نوک زبان سے ہوتی ہے۔ پھر دو حروف علت کے برابر آواز "آ" کی ہے اور آخر میں "د" کی آواز ہے جو زبان کی نوک کے اگلے اوپر کے دانتوں کے سروں مل کر بناتی ہے۔ جب ہم نے سورۃ ص کا جائزہ لیا تو ہمارا پہلا مشاہدہ یہ تھا کہ حرف "ص" سے بنے ہوئے الفاظ خاص طور پر چن چن کر اس سورۃ میں ڈالے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن پاک میں جہاں دیگر سورتوں میں

قوم شعیب کا حوالہ دیا گیا ہے تو وہاں اس کے لئے اصحاب الایکہ کا جملہ آیا ہے۔اسی طرح صافنات گھوڑوں کے لئے ۔اس طرح ہمیں یہ اشارہ ملتا ہے کہ جس طرح دیگر حروف مقطعات کی سورتوں میں ایک خاص اسلوبی تعلق برقرار رکھا گیا ہے اسی طرح اس سورۃ میں اسی تعلق کے حوالے سے سورۃ کے مضامین کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ اس طرح یہ سورۃ اپنی ایک خاص انفرادیت کی حامل ہو جاتی ہے۔اور اسی حوالہ سے اس کا نام ص ہونا عین فطری ہو جاتا ہے۔ یعنی جس سورۃ میں ص کے حوالے سے بات سمجھی اور سمجھائی گئی ہے۔ مگر یہ آخری بیان دینے کے لئے ہمیں تمام تختیوں کو مضمون اور معنی کے حوالے سے دیکھنا پڑا اور پھر ان پر اسلوبی قوانین لاگو کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکے۔آیئے سب سے پہلے "ص" کے قافیہ کو اس سورۃ میں دیکھتے ہیں۔

## حرف "ص" اور آہنگ سورۃ ص:

ہم نے جدول 5 کے مطابق دیکھا کہ حرف "ص" میں دو حروف علت کے برابر آوازیں موجود ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پوری سورۃ اس آہنگ سے مزین ہے اور خاص طور سے آیات کے آخر میں الفاظ جیسے

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ(2)

بلکہ یہی لوگ، جنہوں نے ماننے سے انکار کیا ہے، سخت تکبُّر اور ضد میں مبتلا ہیں

كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلاتَ حِينَ مَنَاصٍ(3)

ان سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں (اور جب ان کی شامت آئی ہے ) تو وہ چیخ اٹھے ہیں، مگر وہ وقت بچنے کا نہیں ہوتا۔

وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ(4)

ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈراتے والا خود انہی میں سے آگیا۔ منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے۔

أَجَعَلَ الآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ(5)

کیااس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہو خدا بناڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ(6)

اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر۔ یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جارہی ہے ۔

مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ(7)

یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات۔

أَأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ(8)

کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ میرے "ذکر" پر شک کر رہے ہیں، اور یہ ساری باتیں اس لیے کر رہے ہیں کہ انہوں نے میرے عذاب کا مزا چکھا نہیں ہے۔

أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ(9)

کیا تیرے داتا اور غالب پروردگار کی رحمت کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں؟

أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ(10)

کیا یہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں؟ اچھا تو یہ عالم اسباب کی بلندیوں پر چڑھ کر دیکھیں!

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ(11)

یہ تو جتھوں میں سے ایک چھوٹا سا جتھا ہے جو اسی جگہ شکست کھانے والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الأَوْتَادِ(12)

ان سے پہلے نوحؑ کی قوم، اور عاد، اور میخوں والا فرعون ، جھٹلا چکے ہیں۔

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الأَيْكَةِ أُوْلَئِكَ الأَحْزَابُ(13)

اور ثمود، اور قوم لوط، اور ایکہ والے، جتھے وہ تھے۔

إِن كُلٌّ إِلاَّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ(14)

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور میری عقوبت کا فیصلہ اس پر چسپاں ہو کر رہا۔

وَمَا يَنظُرُ هَؤُلاءِ إِلاَّ صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ(15)

یہ لوگ بھی بس ایک دھماکے کے منتظر ہیں جسکے بعد کوئی دوسرا دھماکا نہ ہوگا۔

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ(16)

اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب، یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی سے دے دے۔

ایسی مثالیں ہیں جو ثبوت کے طور پر پیش کی جارہی ہیں۔ اس طرح پوری سورۃ میں یہ آہنگ جاری رکھا گیا ہے۔ خاص طور سے آیت ایک سے لے کر 66 تک۔ قرأت کے حوالے سے یہ ایک طویل الفاظ کا سلسلہ سامعین پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس اثراندازی کے لئے عام عربی کے الفاظ کچھ ماہیتی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

حسین عبدالرؤف اس حوالے سے کیا تبصرہ کرتے ہیں:

"ایک صرفی ترکیب عجیب سے عجاب بنایا گیا، یہ پہلی صفت فعیل کے وزن پر تھی اور اس کو فعال کے وزن میں بدل کر سورۃ کے بنیادی نص کے مطابق ڈھالا گیا جو کہ شقاق اور مناص تھی۔ "

ہماری تحقیق کے مطابق پوری سورۃ حرف "ص" کے آہنگ اس کی ابتدائی صوت اور مضامین کے حوالے سے حرف "ص" کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہے۔ اور درج بالا تبدیلی صرف اس پورے پلان کے ایک حصہ ہے۔ پورا پلان تو پیغام کے اور اس کے لئے استعمال کیے جانے والے الفاظ کو پس منظر سے پیش منظر کی طرف لانا ہے۔ اور اس طرح لانا ہے کہ قاری توجہ کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اس کے لئے سب سے پہلے ہم سورۃ ص کے مرکزی موضوع پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

## ص اور سورۃ ص کا مرکزی موضوع:

اس سورۃ کو بار بار پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مرکزی مضمون لغزش پر اصرار نہ کرنا اور تائب ہو کر لوٹ جانا ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ اپنی تفسیر تفہیم القرآن کی جلد چہارم کے صفحہ نمبر 319 پر سورۃ ص کے مرکزی موضوع کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

> "پھر پے در پے 9 پیغمبروں کا ذکر کر کے ، جن میں حضرت داؤد و سلیمانؑ کا قصہ زیادہ مفصل ہے ، اللہ تعالیٰ نے یہ بات سامعین کے ذہن نشین کرائی ہے کہ اس کا قانون عدل بالکل بے لاگ ہے ، اس کے ہاں انسان کا صحیح رویہ ہی مقبول ہے ، بے جا بات خواہ کوئی بھی کرے وہ اس پر گرفت کرتا ہے ، اور اس کے ہاں وہی لوگ پسند کیے جاتے ہیں جو لغزش پر اصرار نہ کریں بلکہ اس پر متنبہ ہوتے ہی تائب ہو جائیں اور دنیا میں آخرت کی جواب دہی کو یاد رکھتے ہوئے زندگی بسر کریں۔
>
> اس کے بعد فرماں بردار بندوں اور سرکش بندوں کے اس انجام کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو وہ عالم آخرت میں دیکھنے والے ہیں اور اس سلسلے میں کفار کو دو باتیں خاص طور پر بتائی گئی ہیں ۔ ایک یہ کہ آج جن سرداروں اور پیشواؤں کے پیچھے جاہل لوگ اندھے بن کر ضلالت کی راہ پر چلے جا رہے ہیں ، کل وہی جہنم میں اپنے پیروؤں سے پہلے پہنچے ہوئے ہوں گے اور دونوں ایک دوسرے کو کوس رہے ہوں گے ۔ دوسرے یہ کہ آج جن اہل ایمان کو یہ لوگ

ذلیل و خوار سمجھ رہے ہیں، کل یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حیرت کے ساتھ دیکھیں گے کہ ان کا جہنم میں کہیں نام و نشان تک نہیں ہے اور یہ خود اس کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

آخر میں قصہ آدم و ابلیس کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اس سے مقصود کفار قریش کو یہ بتانا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جھکنے سے جو تکبر تمہیں مانع ہو رہا ہے وہی تکبر آدم کے آگے جھکنے سے ابلیس کو بھی مانع ہوا تھا۔ خدا نے جو مرتبہ آدم کو دیا تھا اس پر ابلیس نے حسد کیا اور حکم خدا کے مقابلے میں سرکشی اختیار کر کے لعنت کا مستحق ہوا۔ اسی طرح جو مرتبہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے اس پر تم حسد کر رہے ہو اور اس بات کے لیے تیار نہیں ہو کہ جسے خدا نے رسول مقرر کیا ہے اس کی اطاعت کرو، اس لیے جو انجام ابلیس کا ہونا ہے وہی آخر کار تمہارا بھی ہونا ہے۔"

ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ اپنی غلطی کا احساس کر لینا انسان کو شیطان کے راستے سے الگ کر لینا ہے۔ جب اسے یاد دہانی ہوتی ہے تو وہ اللہ کی جانب پلٹتا ہے اور جب وہ پلٹتا ہے تو اللہ اسے سینے سے لگاتے ہیں۔ یہ ذکر کی بہترین مثال ہے۔ سارے پیغمبران اسی ذکر سے آراستہ ہیں۔

یہاں جن پیغمبروں کے واقعات بیان ہوئے ہیں قرآن پاک نے سب کو صابرین کا لقب دیا۔ مثلاً ایوب علیہ السلام جن کا صبر مثالی تھا۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے صبر کو ہر طرح سے آزمایا گیا۔ اسمٰعیل علیہ السلام اللہ کے فیصلہ پر کس طرح صابر و ثابت قدم رہے۔ قرآن پاک اس کا گواہ ہے۔ یعقوب علیہ السلام کے جملے فصبر جمیل سے کون واقف نہیں۔ اسی طرح ذوالکفل سب سے سب چنے ہوئے پیغمبران عظام تھے اور صبر کے حوالے سے دیومالائی درجہ پر فائز۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس سورۃ میں صابرین پیغمبروں کے حوالے سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی:

اصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ

اے نبی، صبر کرو ان باتوں پر جو یہ لوگ بناتے ہیں 16، اور ان کے سامنے ہمارے بندے داؤد کا قصہ بیان کرو 17 جو بڑی قوتوں کا مالک تھا 18۔ ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

## ص اور ذکر:

اس سورۃ میں "ذکر" کا لفظ بھی بار بار آیا ہے، یہ بھی خاص بات ہے کہ یہ لفظ پہلی آیت اور آخری آیت سے پہلی آیت میں آیا ہے۔

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ (1)

ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی

أَأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ

کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا"؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ میرے " ذکر " پر شک کر رہے ہیں، اور یہ ساری باتیں اس لیے کر رہے ہیں کہ انہوں نے میرے عذاب کا مزا چکھا نہیں ہے۔

قرآن کو ذکر کہا گیا

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ (29)

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں ۔

هَذَا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ (49)

یہ ایک ذکر تھا۔ (اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لیے یقیناً بہترین ٹھکانا ہے

إِنْ هُوَ إِلاَّ ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (87)

یہ تو ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لیے۔

جب ہم نے اس مسلسل ذکر کے لفظ کے تکرار پر غور کیا تو ہم نے "ذکر" کے لفظ کو دوسرے سیاق و سباق میں بھی تلاش کیا مثلاً:

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلاةَ لِذِكْرِي (سورۃ طہ: 14)

میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں، پس تُو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِي لِلصَّلاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (سورۃ جمعۃ: 9)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب پکار جائے نماز کے لیئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو 15 ، یہ تمہارے لیئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى (سورة الاعلى: 14، 15)

فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے ربّ کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

تو ہمیں معلوم ہوا کہ لفظ صلاۃ اور ذکر کا آپس میں ایک خاص معنوی تعلق ہے۔ درج بالا آیتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ صلاۃ اور ذکر آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

اب ہم نے ص سے شروع ہونے والے مختلف الفاظ کا جائزہ لیا تاکہ کوئی چسپائی تعلق دیکھا جاسکے:

جدول 35 میں ایسے کچھ الفاظ درج ہیں جو قرآن پاک میں آئے ہیں اور جو ص سے شروع ہوتے ہیں۔ یا ص کی تختیت میں آتے ہیں۔

| Table 31 words beginning with Ṣād. | |
|---|---|
| ṣalāh | Prayer |
| ṣaf | Lines |
| ṣirāt | The way |
| ṣabr | Patience |
| ṣidq | Truth |
| ṣadr | The Chest, The heart |
| Naṣiḥa | guidance |

درج بالا جدول کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ درج شدہ تمام الفاظ کسی نہ کسی طرح اللہ کی یاد یا ذکر کی طرف بلاتے ہیں۔ مثال کے طور پر صلاۃ، صف، صدق، صدر، نصحية، سب کے سب اللہ کی یاد سے وابستہ ہیں۔

جن لوگوں کی یاد اللہ کی طرف پلٹا دیتی ہے۔ انہیں اوّاب کہا جاتا ہے۔ یعنی ذکر سے اللہ کی طرف پلٹنا۔ اب دیکھئے:

داوٗد علیہ السلام

اصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ (17)

اے نبی، صبر کرو ان باتوں پر جو یہ لوگ بناتے ہیں، اور ان کے سامنے ہمارے بندے داوٗد کا قصہ بیان کرو جو بڑی قوتوں کا مالک تھا۔ ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

اور

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالإِشْرَاقِ(18)

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ(19)

ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح و شام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اسکی تسبیح کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

اور داؤد کو سلیمان عطا ہوئے :

وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ (30)

اور داؤد کو ہم نے سلیمانؑ (جیسا بیٹا) عطا کیا32، بہترین بندہ، کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا۔

اور ایوب علیہ السلام

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ (44)

(اور ہم نے ایوب سے کہا) تنکوں کا ایک مُٹھا لے اور اس سے مار دے، اپنی قسم نہ توڑ۔ ہم نے اسے صابر پایا، بہترین بندہ، اپنے رب کی طرف بہت رجوع کرنے والا۔

اور ابراہیم علیہ السلام واسحاق علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ(45)

اور ہمارے بندوں، ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا ذکر کرو۔ بڑی قوت عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے ۔

إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ(46)

ہم نے ان کو ایک خالص صفت کی بنا پر برگزیدہ کیا تھا، اور وہ دار آخرت کی یاد تھی۔

وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ(47)

یقیناً ہمارے ہاں ان کا شمار چنے ہوئے نیک اشخاص میں ہے۔

اور اسمٰعیل علیہ السلام والیسع علیہ السلام وذوالکفل علیہ السلام

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنْ الأَخْيَارِ(48)

اور اسماعیلؑ اور الیسع اور ذوالکفل کا ذکر کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے ۔

اور ان سب کے مقابلے میں شیطان دھتکارا ہوا ہے ، پلٹتا نہیں ، بلکہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑتا ہے اور سزا پاتا ہے۔

جبکہ داؤد علیہ السلام کی مثال دی گئی ہے کہ انہیں خیال ہوا کہ ان کی آزمائش کی گئی ہے تو وہ سجدہ میں گر پڑے۔ یہ اطاعت کی انتہاء تھی۔اس طرح اطاعت کا ایک سلسلہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا گیا جس میں ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت اور اس اطاعت کی بار بار یاددہانی آیت نمبر 17، 41، 46اور 47 کی کی گئی۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ذکر کسی نہ کسی حوالے سے پوی سورۃ پر چھایا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ حرف ص سورۃ میں گیارہ بار آیا ہے جبکہ اسی طول کی پڑوسی سورۃ میں صرف تین بار آیا ہے۔اور سورۃ یس میں ایک بار۔ اب ایک بار پھر ہم ص اور ذکر کے تعلق کی طرف بڑھنے پر مجبور ہوئے اور لفظ ذکر کے لغوی معنی عربی ڈکشنری میں دیکھیے جدول :36

| Table : 32 *dhikr* and its meaning |
|---|
| *dhikr* means remembrance in a spirit of reverence. |
| *dhikr* is also used for recital |
| The celebration of the presence of Allah is also known *dhikr* |
| It also has the meaning of |
| Reminding |
| Teaching |
| Admonition |
| Warning |
| Special meaning is Qur’anic revelation |
| *dhikr* is also used for devotional exercises used by certain ‘*sufis*’ ‘mystics’. |

درج بالا جدول میں ہمیں ذکر کے مختلف معانی معلوم ہوتے ہیں اور جب ہم جدول 35 میں درج فہرست کا تقابل اس جدول سے کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ صلاۃ اور ذکر، صف اور صلاۃ، سچ، حق، صبر اور حق، صبر اور ذکر، تواصو بالحق، تواصو بالذکر آپس میں کتنے مربوط ہیں۔ غرض دونوں جدول کے الفاظ و معنی آپس میں ہر طرح سے معانی اور مطالب سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ معلومات ہمیں سورۃ ص کی پہلی آیت کی ترتیب کی طرف لے جاتی ہے۔

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ(1)

ص، قرآن اور ذکر۔ اور جب یہ تعلق ہے تو ہمیں دیگر سورتوں میں بھی ص اور ذکر کا یہ تعلق ملنا چاہئے۔ اسی لئے ان دونوں سورتوں کا مطالعہ بھی اسی حوالے سے کیا گیا جو اگلے سیکشن میں کیا گیا۔

## ص اور ذکر پہلی آیت میں (تین سورتوں کی):

دلچسپ بات یہ ہے کہ ذکر تینوں سورتوں کی پہلی آیت میں (حروف مقطعۃ کے بعد) موجود ہے۔

سورۃ ص میں:

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ(1)

ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی،

سورۃ الأعراف میں:

المص(1)

كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلاَ يَكُن فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ(2)

ا،ل،م،ص۔

یہ ایک کتاب ہے جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے، پس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمہارے دل میں اس سے کوئی جھجک نہ ہو۔ اس کے اُتارنے کی غرض یہ ہے کہ تم اس کے ذریعہ سے (منکرین کو) ڈراؤاور ایمان لانے والے لوگوں کو یاد دہانی ہو۔

سورۃ مریم میں:

کھیعص(1)

ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا(2)

ک، ہ، ی، ع، ص۔

ذکر ہے اُس رحمت کا جو تیرے ربّ نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔

معلوم یہ ہوا کہ تینوں سورتوں میں "ص" بھی ہے اور ذکر بھی۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح ص اور ذکر کا تعلق ہے اس طرح دوسرے کسی حرف سے اس کا تعلق ثابت نہیں ہوا۔ چونکہ ذکر کا مطالعہ سورۃ "ص" کے حوالہ سے کیا جاچکا ہے اس لئے آیئے اب دیکھتے ہیں کہ سورۃ مریم اور اعرف میں بھی اسی طرح کا تعلق موجود ہے۔

**ذکراور ص سورۃ مریم میں:**

یہاں بھی ایک ترتیب اور تسلسل سے "ذکر" کا استعمال ہوا ہے۔

1- ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا(2)

ذکر ہے اُس رحمت کا جو تیرے ربّ نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی

2-وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا(16)

اور اے محمدؐ، اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی۔

3-وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا(41)

اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا قصہ بیان کرو، بے شک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا۔

4-وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولا نَّبِيًّا(51)

اور ذکر کرو اِس کتاب میں موسیٰؑ کا۔ وہ ایک چیدہ شخص تھا اور رسُول نبی تھا۔

5-وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولا نَّبِيًّا(54)

اور اِس کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر کرو۔ وہ وعدے کا سچا تھا اور رسُول نبی تھا

6-وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا(56)

اور اِس کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کرو۔ وہ ایک راستباز انسان اور ایک نبی تھا۔

7- أَوَلا يَذْكُرُ الإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا(67)

کیا انسان کو یاد نہیں آتا کہ ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟

درج بالا آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی ذکر پیش نظر میں ہے۔ یہاں بھی یاد ہانی پر زور ہے جو تمام انبیاء کرام جو اس سورۃ میں موجود ہیں کے حوالے سے ہے۔ اس حوالے سے ذکر اس سورۃ مریم اور سورۃ ص کے درمیان ایک دوسرا رابطہ بنتا ہے۔

آیئے اب سورۃ الاعراف کی طرف بڑھتے ہیں:

## ذکر سورۃ الاعراف میں:

جب ہم سورۃ الاعراف کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف پہلی آیت (حروف مقطعات کے بعد) میں ذکر کے حوالے سے بات شروع کی گئی بلکہ ایک مستقل مضمون کی حیثیت سے پوری سورۃ میں یہ موضوع سرایت کیے ہوئے ہے۔ تمام انبیاء اس سورۃ میں نصیحت کرنے والے ہیں اور یہ لفظ نصح خود ذکر کی ایک شکل ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ نصیحت اور ذکر ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور نصیحت کا کام ہی اصلاح کرنا ہے۔ تو پیغمبران کرام مختلف حوالوں سے "ذکر" کا استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً:

نوح علیہ السلام فرماتے ہیں:

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُواْ وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (63)

کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے ربّ کی یاد دہانی آئی تاکہ تمہیں خبردار کرے اور تم غلط روی سے بچ جاؤ اور تم پر رحم کیا جائے؟

اور ھود علیہ السلام فرماتے ہیں:

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُواْ آلاء اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (69)

کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے ربّ کی یاد دہانی آئی تاکہ وہ تمہیں خبردار کرے؟ بھول نہ جاؤ کہ تمہارے ربّ نے نوح کی قوم کے بعد تم کو اُس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب تنومند کیا، پس اللہ کی قدرت کے کرشموں کو یاد رکھو، اُمید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

اور صالح علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُواْ آلاء اللَّهِ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِينَ(74)

یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قومِ عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اُس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔ پس اس کی قدرت کے کرشموں سے غافل نہ ہو جاؤ اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

اور شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَلاَ تَقْعُدُواْ بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُواْ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ(86)

اور زندگی کے ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ۔ یاد کرو وہ زمانہ جبکہ تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں بہت کر دیا، اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ دنیا میں مفسدوں کا کیا انجام ہوا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ذکر تمام انبیاء کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اور نصحیت، اصلاح اور ذکر "ص" کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ اسی لئے ہمیں حیرت نہیں ہونی چاہئے جب صوفیائے کرام ذکر کی محافل پر اتنا زور دیتے ہیں:

## سورۃ الاعراف کا پیش منظر:

اس سورۃ کا ایک اہم پہلو اس میں لفظ نصيحة کا استعمال ہے۔ آدم اور شیطان کی ابتدائی کہانی سے ہی ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان آدم علیہ السلام سے کہتا ہے:

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ (21)

اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔

جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے مبعوث پیغمبران بھی یہی لفظ یعنی نصیحة استعمال کرتے ہیں۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (62)

تمہیں اپنے ربّ کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔

ھود علیہ السلام فرماتے ہیں:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاتِ رَبِّي وَأَنَاْ لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ(68)

تم کو اپنے ربّ کے پیغامات پہنچاتا ہوں، اور تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔

اور صالح علیہ السلام نے جب تباہی آچکی تو پھر فرمایا:

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِن لاَّ تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ(79)

اور (اے میری قوم) میں نے تیری بہت خیر خواہی کی، مگر میں کیا کروں کہ تجھے اپنے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں۔

اسی طرح شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ(93)

اے برادرانِ قوم، میں نے اپنے ربّ کے پیغامات تمہیں پہنچا دیے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اب میں اُس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبولِ حق سے انکار کرتی ہے۔

اس طرح ظاہر ہوا کہ پیغمبر اصل ناصحین تھے، جن کی نصیحت ماننے میں کامیابی چھپی ہوتی ہے اور نہ ماننے میں تباہی۔ جب کہ شیطان دھوکہ باز ہے جو نصیحت کے بھیس میں آتا ہے مگر ہے ہمارا ازلی دشمن۔

## حرف ص کا عمومی استعمال اعراف میں:

حرف "ص" کا استعمال سورۃ اعراف کے متعلقات میں چوتھے حرف کی حیثیت سے ہے۔ اور بڑی خوبصورتی سے اس حرف کا استعمال اس سورۃ میں دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ انداز بالکل ویسا ہی ہے جیسے ہم نے سورۃ "ص" میں دیکھا۔

انسان کی تخلیق کے حوالے سے لفظ "صور" استعمال کیا گیا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ (11)

ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی، پھر تمہاری صورت بنائی،

سورۃ بقرۃ میں فرمایا:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً (30)

پھر ذرا اس وقت کا تصوّر کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"

شیطان کے لئے لفظ "صغیر" استعمال کیا گیا ہے جبکہ وہ اپنے آپ کو ناصحین میں سے کہتا ہے جب کہ "ر" والی سورتوں میں وہ "رجیم" کہلاتا ہے اور "ال" والی سورتوں میں ابلیس۔ جبکہ یہاں اسے من الطغرین پکارا گیا:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (13)

فرمایا، "اچھا، تو یہاں سے نیچے اُتر۔ تجھے حق نہیں ہے کہ یہاں بڑائی کا گھمنڈ کرے۔ نکل جا کہ درحقیقت تُو اُن لوگوں میں سے ہے جو اپنی ذلّت چاہتے ہیں۔"

اسی طرح پیغمران کرام کے پیغام کے حوالہ سے بھی "ص" کا خوب خوب استعمال کیا گیا ہے۔ جب آدم اور حوا علیہا السلام کو شیطان نے بہکایا تو لگے خود کو ڈھانپنے

فَدَلاَّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ(22)

اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخرِ کار جب انہوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھُل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنّت کے پتّوں سے ڈھانکنے لگے۔

پیغمبر تمہیں میری آیتیں سناتے ہیں:

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي (35)

اے بنی آدم، یاد رکھو، اگر تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سُنا رہے ہوں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبہم کہہ کر پکارا گیا:

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُواْ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلاَّ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (184)

اور کیا اِن لوگوں نے کبھی سوچا نہیں؟ اِن کے رفیق پر جُنون کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ تو ایک خبر دار ہے جو (بُرا انجام سامنے آنے سے پہلے) صاف صاف متنبہ کر رہا ہے۔

جبکہ دوسری سورتوں میں نبی یا رسول کہہ کر پکارا گیا ہے۔

پیغمبر صالح کا نام ہی "ص" سے شروع ہوتا ہے۔ جب عذاب آیا تو اس کا ذکر اس طرح ہے:

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُواْ فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (78)

آخرِ کار ایک دہلا دینے والی آفت نے اُنہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

صالح علیہ السلام نے فرمایا:

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِن لاَّ تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ (79)

اور صالحؑ یہ کہتا ہوا ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ "اے میری قوم، میں نے اپنے ربّ کا پیغام تجھے پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیر خواہی کی، مگر میں کیا کروں کہ تجھے اپنے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں۔"

اسی طرح لوط علیہ السلام کے واقعات میں "ص" کا استعمال خوب کیا گیا:

وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (85)

اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے، اسی میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم واقعی مومن ہو ۔

فَاصْبِرُواْ حَتَّى يَحْكُمَ اللّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (87)

تو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے، اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُواْ فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (91)

مگر ہُوا یہ کہ ایک دہلا دینے والی آفت نے اُن کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ (93)

اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اب میں اُس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبولِ حق سے انکار کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَن لَّوْ نَشَاء أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لاَ يَسْمَعُونَ (100)

اگر ہم چاہیں تو ان کے قصوروں پر انہیں پکڑ سکتے ہیں؟ (مگر وہ سبق آموز حقائق سے تغافل برتتے رہے) اور ہم ان کے دِلوں پر مُہر لگا دیتے ہیں، پھر وہ کچھ نہیں سُنتے۔

تِلْكَ الْقُرَى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا (101)

یہ قومیں جن کے قصے ہم تمہیں سُنا رہے ہیں (تمہارے سامنے مثال میں موجود ہیں)۔

موسی علیہ السلام سے فرعون نے کہا:

قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (107)

فرعون نے کہا "اگر تُو کوئی نشانی لایا ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے تو اسے پیش کر۔"

موسی علیہ السلام نے عصا پھینکا

فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ (107)

موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا اور یکایک وہ ایک جیتا جاگتا اژدھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنا عصا پھینکیں:

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ( 117)

ہم نے موسیٰ کو اشارہ کیا کہ پھینک اپنا عصا۔

اور جادوگر بھی صٰغرین میں سے ہوگئے۔

فَغُلِبُواْ هُنَالِكَ وَانقَلَبُواْ صَاغِرِينَ (119)

فرعون اور اُس کے ساتھی میدانِ مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور (فتح مند ہونے کے بجائے) اُلٹے ذلیل ہوگئے۔

جادو گر ایمان لائے تو فرعون نے کہا میں تم سب کو پھانسی پر چڑھاتا ہوں

ثُمَّ لأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (124)

اس کے بعد تم سب کو سُولی پر چڑھاؤں گا۔

انہوں نے صبر کی دعا کی:

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ (126)

اے ربّ، ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اُٹھا اِس حال میں کہ ہم تیرے فرمانبردار ہوں۔

موسی علیہ السلام نے بھی قوم کو صبر کی تلقین کی:

قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُواْ (128)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا" اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔

فرعون کی قوم کو نقص (خساروں) کا سامنا کرنا پڑا۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّن الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ(130)

ہم نے فرعون کے لوگوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلار کھا کہ شاید ان کو ہوش آئے۔

فرعون کی قوم پر جب بُرا زمانہ آتا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اپنے لیے فالِ بد ٹھہراتے

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُواْ بِمُوسَى وَمَن مَّعَهُ(131)

اور جب بُرا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لیے فالِ بد ٹھہراتے،

موسیٰ علیہ السلام ایک قوم پر آئے وہ اصنام (بتوں) کی پوجا کرتے تھے۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَّهُمْ(138)

بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا، پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر اُن کا گزر ہوا جو اپنے چند بُتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی۔

موسی علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے فرمایا

وَأَصْلِحْ وَلاَ تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ (142)

اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا۔

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے دیدار کے لئے گئے اور گر پڑے :

وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ(143)

اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بولا" پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا میں ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے چنا

قَالَ يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالاَتِي وَبِكَلاَمِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ(144)

فرمایا "اے موسیٰ، میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو، پس جو کچھ میں تجھے دُوں اُسے لے اور شکر بجالا۔"

اس طرح دیگر آیات بھی "ص" کا استعمال کرتی ہیں۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلاَتٍ (133)

آخرِ کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا، ٹِڈی دَل چھوڑے، سُرسُریاں پھیلائیں، مینڈک نکالے، اور خون برسایا، یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں،

اسرائیلی صابر رہے

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُواْ (137)

اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے ربّ کا وعدۂ خیر پورا ہو کیونکہ اُنھوں نے صبر سے کام لیا تھا۔

اللہ نے وہ تباہ کر دیا جو وہ کرتے تھے

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُواْ يَعْرِشُونَ (137)

اور فرعون اور اُس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا گیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

متکبر کو دور کر دیا جائے گا

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ(146)

میں اپنی نشانیوں سے اُن لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاء وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ(156)

جواب میں ارشاد ہوا   سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں، مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کے متعلق فرمایا کہ جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے میں ان کے بوجھ کم کر دونگا

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِيَ أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (157)

اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بند شیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اُس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔

زمین پر صالحین اور غیر صالحین ہیں:

مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ (168)

کچھ لوگ ان میں نیک تھے اور کچھ اس سے مختلف۔

نماز قائم کرنے والے مصلحین کا عمل ضائع نہیں جاتا:

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ إِنَّا لاَ نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ (170)

جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنہوں نے نماز قائم رکھی ہے، یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔

جب قرآن پڑھا جائے تو "انصتو" خاموش رہو،

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ(204)

جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سُنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔

ہر طرح کی "نصر" اللہ کی ہے۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لاَ يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ (197)

بخلاف اس کے تم جنہیں خُدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد ہی کرنے کے قابل ہیں۔

متکبرین اصحب النار ہیں

وَالَّذِينَ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُواْ عَنْهَا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ(36)

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھُٹلائیں گے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی برتیں گے وہی اہلِ دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور لوگ اپنا نصیب پاتے ہیں:

يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِنَ الْكِتَابِ (37)

ایسے لوگ اپنے نوشتۂ تقدیر کے مطابق اپنا حصّہ پاتے رہیں گے

جو اعمال صالحہ کرتے ہیں ان کے صدور (سینوں) سے برائی کو نکال دیا جاتا ہے (وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم)۔

****

چار چار بار اصحاب الجنتہ اور اصحاب النار کی تکرار ہوتی ہے:

أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (36)

ایسے لوگ اپنے نوشتۂ تقدیر کے مطابق اپنا حصّہ پاتے رہیں گے

أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ(42)

وہ اہلِ جنّت ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَنَادَى أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُواْ نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ(44)

پھر جنّت کے لوگ دوزخ والوں سے پکار کر کہیں گے، " ہم نے اُن سارے وعدوں کو ٹھیک پالیا جو ہمارے ربّ نے ہم سے کیے تھے، کیا تم نے بھی ان وعدوں کو ٹھیک پایا جو تمہارے ربّ نے کیے تھے"؟ وہ جواب دیں گے " ہاں۔" تب ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا کہ "خدا کی لعنت اُن ظالموں پر۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلاًّ بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْاْ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَن سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ(46)

ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہوگی جس کی بلندیوں (اَعراف) پر کچھ اور لوگ ہوں گے۔ یہ ہر ایک کو اس کے قیافہ سے پہچانیں گے اور جنّت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ " سلامتی ہو تم پر" یہ لوگ جنّت میں داخل تو نہیں ہوئے مگر اس کے امیدوار ہوں گے۔

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاء أَصْحَابِ النَّارِ قَالُواْ رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ(47)

اور جب ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے، "اے رب! ہمیں اِن ظالموں میں شامل نہ کیجیو"۔

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُواْ عَلَيْنَا مِنَ الْمَاء أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّهُ قَالُواْ إِنَّ اللّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ(50)

اور دوزخ کے لوگ جنّت والوں کو پکاریں گے کہ کچھ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اُس میں سے کچھ پھینک دو۔ وہ جواب دیں گے " اللہ نے یہ دونوں چیزیں اُن منکرینِ حق پر حرام کر دی ہیں۔

کتاب کی وضاحت کی گئی :

وَلَقَدْ جِئْنَاهُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (52)

ہم اِن لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر مفصّل بنایا ہے اور جو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

اور اصلاح کے بعد فساد کرتے ہیں۔

وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا(56)

زمین میں فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے۔

آیات کو دہرا کر وضاحت کی گئی۔

كَذَلِكَ نُصَرِّفُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ (58)

اس طرح ہم نشانیوں کو بار بار پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو شکر گزار ہونے والے ہیں۔

پیغمبر ناصح ہیں

وَأَنَاْ لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ (68)

اور تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ "ص" کا عنصر پوری سورۃ میں کھول دیا گیا ہے جو الفاظ کے ابتداء، وسط اور انتہاء میں موجود ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس حرف کے تمام خزانوں کو اس سورۃ میں اس طرح ملا دیا گیا ہے کہ جیسے شیشے کی چمک کو ریت میں جس کا الگ کرنا مشکل بھی ہے اور جب الگ کرتے ہیں تو نص کا حسن ہمارے شعور میں آتا ہے۔ وگرنہ اس کے اندر موجود ہی رہے گا اور قارئین و سامعین ہمیشہ اس سے لطف اندوز ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ لاشعور طور پر لطف موجود رہتا ہے۔ اور شعور سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ لطف کہاں سے آیا۔

اس سورۃ کے ادبی کمالات میں سے یہ صرف ایک جھلک ہے جو ہم نے قارئین کے سامنے پیش کی ہے۔

## ص سورۃ مریم میں:

اگر سورۃ ص اور سورۃ الاعراف کے خصوصی Features میں صبر ، استقامت اور نصیحت ہیں تو سورۃ مریم میں ہم دیکھتے ہیں کلام کا صادق ہونا اور مخلص ہونا شامل ہے۔ ہمیں یہاں ایسی آیتیں ملتی ہیں جیسے :

ابراہیم علیہ السلام صِدِّيقًا نَّبِيًّا کہا گیا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا(41)

اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا قصہ بیان کرو، بے شک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا۔

اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا:

وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا(50)

اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو سچی نام وری عطا کی۔

موسی علیہ السلام کو مُخْلَصًا کہا گیا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولا نَّبِيًّا (51)

اور ذکر کرو اِس کتاب میں موسیٰؑ کا۔ وہ ایک چیدہ شخص تھا اور رسُول نبی تھا۔

اسماعیل علیہ السلام کو صادق الوعد کہا گیا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولا نَّبِيًّا(54)

اور اِس کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر کرو۔ وہ وعدے کا سچا تھا اور رسُول نبی تھا

ادریس علیہ السلام کو ن صِدِّيقًا نَّبِيًّا کہہ کر متعارف کرایا گیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا(56)

اور اِس کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کرو۔ وہ ایک راستباز انسان اور ایک نبی تھا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں رسول کا صدق پیش منظر پر لایا گیا۔ جس کا بنیادی اثر اذہان انسانی پر ہوتا ہے۔ کہ سچ کی یہ روایت کوئی دو چار دنوں کی بات نہیں بلکہ یہ صدیوں کی روایت ہے۔ ص کا عنصر یہاں صدق کے لئے استعمال ہوا اور تمام واقعات جو بظاہر انہونے نظر آتے ہیں اس روئے زمین پر اسی طرح واقع ہوتے ہیں جیسے کل کا سورج نکلا تھا اور آج کا سورج نکلا ہے۔ اسی طرح اس سورۃ میں بے شمار ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کا تعلق "ص" کے ساتھ معنوی ہے۔ مثلاً

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا (26)

میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مانی ہے

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا(31)

اور نماز اور زکٰوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (36)

(اور عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ ) "اللہ میرا ربّ بھی ہے اور تمہارا ربّ بھی ، پس تم اس کی بندگی کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔"

فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (43)

(ابراہیم علیہ السلام نے کہا ابا جان) آپ میرے پیچھے چلیں، میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ (55)

وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا۔

فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ (59)

پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا ۔

وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا (76)

اور باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے ربّ کے نزدیک جزااور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا (96)

یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عملِ صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن اُن کے لیے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

مزید الفاظ جیسے عصیا (14، 44) اور صلیا (70) "ص" کے حوالے سے یکسانیت کا ماحول فراہم کرتے ہیں۔

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا (14)

اور اپنے والدین کا حق شناس تھا۔ وہ جبّار نہ تھا اور نہ فرمان۔

يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا(44)

ابّا جان، آپ شیطان کی بندگی نہ کریں، شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَى بِهَا صِلِيًّا(70)

پھر یہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے کون سب سے بڑھ کر جہنّم میں جھونکے جانے کا مستحق ہے۔

## تقابل "ذکر" تینوں سورتوں میں:

قرآن پاک کا عمومی اسلوب یہ ہے کہ جب کبھی رسولوں کے واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعارفی تحمید کی جاتی ہے پھر یکے بعد دیگرے پیغمبروں کا احوال بیان کیا جاتا ہے۔ عموماً نوح علیہ السلام سے ابتداء کی جاتی ہے اور یکے بعد دیگرے پیغمبروں اور ان کی اقوام کا احوال بیان کیا جاتا ہے۔ ہر پیغمبر کے تعارف کے لئے کسی سورۃ میں ایک خاص انداز اپنایا جاتا ہے۔ اسلوبی تجزیہ کے لئے پیغمبروں کا تعارف بڑا اہم ہے۔ کیونکہ لگتا ہے کہ انہی تعارفی آیات میں سورۃ کا اسلوبی راز یا کنجی موجود ہے۔ یا یوں کہیے کہ یہ ایک اینٹ کی مثال ہیں جن پر اس سورۃ کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ ان آیات پر اسلوبی حوالے سے بہت زیادہ تدبر کی ضرورت ہے۔ ہم ایک مثال سے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں۔

جیسا کہ سورۃ ص کے حوالے سے مختصر بحث میں ثابت کیا گیا تھا "ص" کا تعلق ذکر سے اسلوبی و معنوی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ تمام پیغمبران کے حوالے سے یہ آیت آتی ہے۔ واذکر عبدنا اور پیغمبر کا نام لے کر اس کا حوالہ دیا گیا ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ(17)

اور ان کے سامنے ہمارے بندے داؤد کا قصہ بیان کرو جو بڑی قوتوں کا مالک تھا۔ ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ(41)

اور ہمارے بندے ایّوبؑ کا ذکر کرو، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ(45)

اور ہمارے بندوں، ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا ذکر کرو۔ بڑی قوت عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنْ الأَخْيَارِ(48)

اسماعیلؑ اور الْیَسَع اور ذوالکفل کا ذکر کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

"ص" عنصر کی دوسری سورۃ "مریم" میں بالکل اسی طرح سے پیغمبروں کا حوالہ دیا گیا ہے مگر تھوڑے سے فرق کے ساتھ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ اس طرح کتاب کا عنصر شامل کیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ سورۃ مریم میں "ص" کے ساتھ "ک" بھی شامل ہے اور تجویز یہ کیا گیا ہے کہ "ک" کے عنصر نے یہاں کتاب کے عنصر کو ڈال دیا اور اس طرح یہ سورۃ اپنا ظاہری لسانی امتیاز برقرار رکھتی ہے۔

لفظ "ذکر" اور اسم "زکریا" بھی آپس میں ایک خصوصی صوتی و معنوی آہنگ رکھتے ہیں۔ زکریا اپنی عاجزی، یاد اللہ اور دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے مشہور پیغمبر ہیں۔ اسی لئے اس سورۃ کی پہلی آیت اس خوبصورت تعلق کو سب سے پہلے ذکر کرتی ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

## سورتوں کی تنظیم:

تینوں سورتوں کے نظم پر غور کرنے سے بھی ایک خاص یکسانیت نظر آتی ہے مثلاً سورۃ "ص" ذکر سے شروع اور مختلف پیغمبران عظام کا صبر زیر بحث لاتے ہوئے اور ان کا ذکر جو انہیں اللہ کی یاد واحکام کی طرف دوبارہ لے آتا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا پیغام دیتی ہے۔ سورۃ مریم بھی ذکر سے شروع ہوتی ہے اور انہوں نے طریقے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے تمام پیغمبران عظام کے صدق کو گواہ بناتی ہے۔

اسی طرح سورۃ اعراف کا آغاز بھی ذکر سے ہوتا ہے۔ اور یہ ذکر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص طور سے پیش کیا گیا تاکہ آپ کے سینہ (صدر) پر کوئی بوجھ نہ رہے اور تمام مومنین کے لئے یاد دہانی (ذکر) رہے۔ پھر تمام پیغمبران کا ذکر یکے بد دیگرے بطور ناصحین کیا جاتا ہے۔

نوح علیہ السلام کا ذکر آیات 59 – 64 میں کیا گیا

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّيَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ(59)

ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا اے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، اُسکے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قَالَ الْمَلأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍ(60)

اس کی قوم کے سرداروں نے جواب دیا "ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔"

قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلاَلَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ(61)

نوحؑ نے کہا اے برادرانِ قوم، میں کسی گمراہی میں نہیں پڑا ہوں بلکہ میں ربّ العالمین کا رسول ہوں،

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ(62)

تمہیں اپنے ربّ کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُواْ وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ(63)

کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعہ سے تمہارے ربّ کی یاددہانی آئی تاکہ تمہیں خبردار کرے اور تم غلط روی سے بچ جاؤ اور تم پر رحم کیا جائے؟

فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُواْ قَوْمًا عَمِينَ(64)

مگر انہوں نے اس کو جُھٹلادیا۔آخرکار ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں نجات دی اور اُن لوگوں کو ڈبو دیا جنھوں نے ہماری آیات کو جُھٹلایا تھا، یقیناًوہ اندھے لوگ ہیں۔

ہود علیہ السلام کا ذکر آیت نمبر 65 میں کیا گیا:

وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلاَ تَتَّقُونَ(65)

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا " اے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سِوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز نہ کروگے ؟"

صالح علیہ السلام کا ذکر آیت نمبر 73 میں کیا گیا:

وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّهِ وَلاَ تَمَسُّوهَا بِسُوَءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ(73)

اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا" اِے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سِوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی کھلی دلیل آگئی ہے۔ یہ اللہ کی اُونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی کے طور پر ہے ، للذا اِسے چھوڑو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے۔ اس کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آلے گا۔

لوط علیہ السلام کا ذکر آیت نمبر 80 میں کیا گیا:

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّن الْعَالَمِينَ(80)

اور لوطؑ کو ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا، پھر یاد کرو جب اُس نے اپنی قوم سے کہا" کیا تم ایسے بے حیا ہوگئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا؟"

اور شعیب علیہ السلام کا ذکر آیت نمبر 85 میں کیا گیا:

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلاَ تَبْخَسُواْ النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ(85)

اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا" اے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی صاف رہنمائی آگئی ہے، للذا

وزن اور پیمانے پُورے کرو، لوگوں کو اُن کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو، اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے، اسی میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔

موسی علیہ السلام کے واقعے کے سوا تمام انبیاء کے واقعات میں آیات کی ایک خاص ترتیب سے تنظیم کی گئی ہے جو اس سورۃ کی خاص پہچان ہے۔ دعوت، عذاب، تخاطب سب میں ذکر کے الفاظ استعمال بار بار آتے ہیں۔ اس طرح ذکر اور نصیحۃ اس سورۃ کا مرکزی مضمون بن جاتا ہے۔ جو کہ دونوں "ص" سے متعلق ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرف مقطعۃ "ص" اور تمام سورتوں کے مضامین، سورتوں کے نظم اور الفاظ کے چناؤ جس میں اصوات اور معانی سب شامل ہیں ایک خاص مشارکت ہے۔

## سجدہ:

سجدہ نماز کے ارکان میں سے ہے۔ سجدے کی ادائیگی کے وقت انسان اپنے رب کے سب سے قریب ہوتا ہے۔ سجدہ اطاعت کی آخری حد ہے۔ انسان اپنے کے سامنے سر بسجود ہو کر دراصل اس کی تعلیمات اور قوانین کے سامنے جھک کر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اب حد ہو گئی۔ اب میرا اقرار آخری حد تک پہنچ گیا۔ سجدہ اور صلاۃ اسی لئے آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اسی حوالے سے مسجد وہ مقام ہے جہاں مسلمان اطاعت قوانین خداوندی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح سجدہ کا ص (صلاۃ) سے گہرا تعلق بنتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تینوں ص والی سورتوں میں سجدہ موجود ہے۔ قرآن پاک میں سجدون کی تعداد 14 یا کچھ روایتوں کے مطابق 16 ہے۔ اگر ہم یہ حساب بھی ذہن میں رکھیں تو 114 سورتوں میں یہاں کی تینوں سورتوں "ص" سورتوں میں سجدے کا موجود ہونا بے معنی نہیں ہو سکتا اور چونکہ صلاۃ کا ذکر سے گہرا تعلق ہے اس لئے "ص" کا بھی ذکر کے ساتھ یہ ایک اور رابطہ ہے۔

## خلاصہ بحث:

ہم نے ایک حرف مقطعۃ کے حوالے سے تفصیلی بحث کی ہے جو تین سورتوں "ص"، "مریم" اور "الاعراف" پر مبنی ہے۔ جو اگرچہ تفصیلی ہے مگر حتمی نہیں۔ دیکھیے امید ہے کہ آنے والے محققین قرآن اس میں سیر حاصل بحث کر کے اضافہ کریں گے۔